دفاع پاکستان کی جنگی حکمت عملی: سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

War- strategy of Pakistan's Defence In the light of Holy Prophet's (S.A.W) teachings

*ڈاکٹر عدنان ملک

چیئرمین شعبہ تاریخ الاسلام، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، حیدر آباد

**ڈاکٹر محمد دلشاد

اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، حیدر آباد

Abstract:

Islam is the only religion that illuminates the length and breadth of this world with the light of this religion and by freeing man from man's slavery, man should be made accountable only to God Almighty. At the time of advent of Islam, the world was under the perpetual siege of atrocities and inhuman conduct. The then two superpowers namely Caesar and Cesar were maintain the culture of might is right and had not left any room open for ending the status quo because it suited their aims and objectives. The condition of Arab peninsula was no different from the other parts of the world. It was also stuck in a quagmire of oblivion and darkness. This was when a personality emerged on the firmament of the world and changed the whole system .He freed man from man's slavery and made man prostrate only before Allaha Almighty. When he took up cudgels against the prevailing world order, the whole world turned against him. He even had to leave his home and hearth in the quest. Hazrat Muhammad (S.A.W) mustered his poverty- stricken army and trained them with his military strategies. Following which they said army put an end to the shenanigans of certain Arab mischievous in Arab peninsula in a way that a lasting peace spread not only in that peninsula but also straddled from Hadramauwt to Makkah and from the borders of Persia to Rome .To point to consider here is that what were those military strategies that helped him do away with the pharaohs of those times.

Hence, it is also need of the time to understand that Hazrat Muhammad (S.A.W.) was not only the Rehmat –ulil –Alameen and an epitome of wisdom and intellect but as also sent

as a harbinger of peace by Almighty Allaha. Although he bore the atrocities of Makkans on the streets of Makkaha for thirteen years; was not allowed to pray within Baitulah; was pelted in Taif, yet he did not even respond those atrocities eith curses let alone with bows or arrows . Having said that, the focus of this article is solely upon the military strategies of Hazrat Muhammad S,A.W. in different battles rather than the peaceful propagation of religion.

Key words: Battle strategies of Holy Phrophet S.A.w., Defense system of Islam, Pak Army.

حریت وبشریت کا داعی اعظم دین اسلام ہے اور مقصدِ بعثتِ داعیِ اسلام یہی تھا کہ اس دین مبین کی روشنی سے چہار سو عالم منور ہوں اور عباد اللہ کو عباد العباد کی غلامی سے نکال کر رحمن کی غلامی میں داخل کیا جائے۔ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو دنیا میں ہر طرف ظلم وجبر کا دور دورہ تھا۔ دنیا کی دو عظیم عالمی طاقتیں قیصر وکسریٰ نے دنیا میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا نظام نافذ کر رکھا تھا اور انسانیت کی تحقیر میں کوئی کمی باقی نہیں چھوڑی تھی۔ کرہ ارض کے دیگر خطوں کی طرح جزیرۂ عرب کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی اور یہاں کا پورا معاشرہ بھی ضلالت وگمراہی کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایسے حالات میں نبی آخر الزماں ﷺ کی اس دنیا میں آمد ہوئی اور آپ ﷺ نے اصنام کے آگے سجدہ ریز انسانوں کو رحمن کے آگے مسجود ہونے، افعالِ رزیلہ سے مجتنب اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے کا درس دیا تو وقت کے تمام طاغوت آپ ﷺ کی راہ میں سد سکندری بن کر حائل ہو گئے، یہاں تک کہ ان کو اپنا گھر بار تمام اسباب سمیت ترک کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ رسول کریم ﷺ نے اس مظلوم جماعت کو جوڑ کر ان کی تربیت کے ساتھ ایسی جنگی حکمت عملی تیار کی جس پر عمل پیرا ہو کر پورے جزیرہ عرب میں کچھ شریروں کے خاتمے کے عوض ایسا دائمی امن قائم ہوا کہ صنعاء وحضر موت سے مکہ مکرمہ اور ایران وروم کی سرحدوں تک راوی چین ہی چین لکھنے لگا۔ ایسے میں قابل غور امور یہ ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے کون سی حکمت عملی سے وقت کے طاغوتوں کو زیروزبر کیا اور ہر میدان میں 'کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله' کی تفسیر کا عملی نمونہ پیش کیا۔

لہذا اس بات کی توضیح بھی نہایت ضروری ہے کہ نبی مکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہونے کے ساتھ نہ صرف حکمت وفنون کا منبع ومرجع تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کثیر کے حامل بھی تھے۔ آپ ﷺ نے تیرہ سال تک مکہ کی گلیوں میں ظلم وستم سہے، بیت اللہ میں عبادت سے محروم کردیئے گئے، طائف میں پتھروں کی بارش سے لہولہان ہونے کے باوجود شمشیر وسناں تو درکنار، لب سے کوئی بد دعا تک نہیں نکالی۔ ان سب کے باوجود اس مقالے کا دائرہ کار آنحضرت ﷺ کی جنگی حکمت عملی ہے لہذا آپ کی پرامن تبلیغ اور مساعیٔ جمیلہ کا تذکرہ کیے بغیر صرف غزوات کے تناظر میں منتخب موضوع پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

عسکری منصوبہ سازی

جنگی حکمت عملی وہ منصوبہ بندی اور طریقۂ کار ہے جو مدمقابل دشمن پر فتح کو یقینی بنانے اوراسباب شکست کو کم کرنے، اقتصادی، نفسیاتی اور خالص عسکری بنیادوں پر وضع کیا جاتاہے اور یہ طریقہ کار زمانہ امن وجنگ دونوں میں ہی قابل عمل رہتاہو۔[1] اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دیکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ نے شر پسند عناصر کے مدمقابل کس انداز سے منصوبہ بندی کی، مزید یہ کہ آپ ﷺ کی عسکری حکمت عملی ہر لحاظ سے سائنٹفک اور جدید جنگی رجحانات کی حامل تھی لہذا چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی اس سے اسباق حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

نظریاتی ذہن سازی وجسمانی تربیت

نبی مکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو اولین طور پر ایمان ویقین کے زیور سے آراستہ کیا کیونکہ ایمان وایقان[2] ہی دشمن پر غلبے کی پہلی شرط ہے۔ اس زیور سے آراستہ کرنے کے بعد ان کو مقصدِ حیات سمجھایا۔ مقصدِ حیات سے واقف ہوتے ہی ہر شخص جو مسلمان ہوتا وہ اسلامی فوج کا حصہ بن جاتا۔ آپ ﷺ سب سے بڑے ماہر نفسیات تھے اور نفسیات دانی قائدین میں یہ ملکہ پیدا کردیتی ہے کہ وہ اپنی افرادی قوت کو ان کی حسبِ لیاقت، بروقت تعینات کرکے بہتر نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔[3] رسول کریم ﷺ بھی بحیثیت ماہرِ نفسیات ہر شخص کی جسمانی صلاحیتوں اور ذہنی استعداد کے مطابق اسے کسی فریضے سے وابستہ کرتے تھے، یہاں تک کہ معذور افراد بھی پچھلے مورچوں پر مامور کیے جاتے جو کہ عقب میں رہ کر عسکری فرائض سرانجام دیتے۔ بدر کی لڑائی کے لیے نکلنے سے قبل حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو نابینا ہونے کے باوجود مدینہ کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج بنایا گیا بعد ازاں حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر کو یہ فریضہ سونپا

گیا۔[4] یہ ایسے وقت میں ہوا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی مدینہ منورہ میں موجود تھے مگر اپنی زوجہ محترمہ کی علالت کے سبب انہیں کوئی اضافی ذمہ داری نہیں سونپی گئی تھی۔[5]

غزوہِ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے مہاجرین صحابہ کرام کو ایسے مقامات پر جنگی ذمہ داریاں سونپ کر تعینات کیا جو فوجی نکتہ نظر سے نہایت اہم تھے۔ یہ تمام علاقے پہاڑی، صحرائی، میدانی یابیک وقت صحرائی وپہاڑی تھے۔ اس سب کے ساتھ ساتھ یہ علاقے آب وہوا کے اعتبار سے نہایت دشوار گزار اور سخت تھے۔ صحابہ کرام کی وہاں تعیناتی کا مقصد ان کی جسمانی تیاری کے علاوہ سپاہ کی اجتماعی تربیت بھی مقصود تھی تاکہ بوقت ضرورت جغرافیائی تبدیلی حصولِ مقاصد میں حائل نہ ہو چنانچہ بعد میں یہی لوگ ہند کی سرحدوں سے مراکش تک پھیل گئے اور مختلف جغرافیائی تبدیلیوں میں اپنے آپ کو آسانی سے تبدیل کرتے گئے۔ ان کی ایمانی پختگی اور جسمانی تربیت کو دیکھتے ہوئے ایک غیر مسلم نے کہا کہ

"رھبانا باللیل وفرسانا بالنھار"[6]

یہ لوگ راتوں کے عبادت گزار اور دن کے وقت شاہ سوار ہیں۔

دشمن کی خبر گیری

عسکری میدان میں اترنے سے قبل دشمن کی مکمل معلومات کا حصول نبی کریم ﷺ کی اول جنگی حکمت عملی تھی۔ ہجرت کے بعد ابتدائی دوسالوں میں حضرت عباس اعداءِ اسلام کی معلومات فراہم کرتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت بسبس نے میدان بدر میں، حضرت معبد نے حمراء الاسد میں، حضرت اوس بن خولی نے ذی طویٰ میں، حضرت بشر بن سعد نے عمرۃ القضاء کے موقع پر ظہران میں، حضرت حسیل ابن نویرہ نے خیبر میں، حضرت انس بن مرثد غنوی نے اوطاس میں اور حضرت عبداللہ بن ابو حدرد اسلمی نے بنو ہوازن کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے لئے جاسوسی کے فرائض سرانجام دیئے۔[7] ان کی فراہم کردہ معلومات پر آپ ﷺ نے اپنی جنگی حکمت علمی مرتب کی۔ ان محصلہ معلومات میں دشمن کی صفوں میں ان عناصر کی نشاندہی بھی کی گئی جو مسلمانوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہِ بدر سے قبل اپنی فوج کو بتا دیا تھا کہ حکیم بن حزام، اخنس بن شریع اور ابوالبختری کو قتل نہ کیا

جائے۔[8] کفار قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے انصارِ مدینہ بھی مکہ مکرمہ جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک سفر میں حضرت سعد بن معاذ اور ابو جہل کے درمیان سخت تکرار ہوئی تھی۔[9]

آپ ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ طلایہ گرد دستے (Reconnaissance Squads) ترتیب دیتے جو مدینہ سے نکل کر دشمن کی عسکری قوت کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور ضرورت پڑنے پر یہی دستے فائٹنگ پیٹرول (Fighting Patrol) کا کام سرانجام دیتے۔ عبد اللہ بن جحش کا دستہ اس سلسلے کی اہم مثال ہے جس میں عمرو بن حضرمی کو قتل کر کے اس کے دو ساتھیوں کو قیدی بنایا تھا۔[10] آپ ﷺ اپنے حلیف قبائل سے لاتعطل رابطہ رکھتے جو مدینہ کی اسلامی حکومت کے خلاف ہونے والی کسی بھی ممکنہ جنگی منصوبہ بندی سے آپ ﷺ کو آگاہ کرتے۔ کچھ صحابہ انفرادی طور پر بھی یہ خدمات سرانجام دیا کرتے تھے جیسا کہ احد کے دوسرے روز لشکر کفار کے بارے میں معلومات حضرت معبد نے فراہم کی تھیں اور انہی معلومات سے رسول اللہ ﷺ کو اپنی جنگی حکمت عملی نئے سرے سے مرتب کرنے میں مدد ملی۔[11] آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ چند افراد کو لشکر سے آگے بھیج کر دشمن کے بارے میں خبروں کا پتہ چلاتے تھے۔ بدر کے موقع پر بھی ایسے دو دستے بھیجے گئے تھے۔[12]

نبی مکرم ﷺ کی سنت تھی کہ کہیں سے ملنے والی معلومات کی تصدیق دوسرے ذرائع سے بھی کیا کرتے تھے۔ احد کی لڑائی کے موقع پر حضرت عباس کی طرف سے ملنے والے خط کی تصدیق کے لیے آپ ﷺ نے حضرت انس اور ان کے بھائی حضرت مونس کو بھیجا تھا جنہوں نے تصدیق کی کہ لشکر کفار مدینے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ بدر میں آپ ﷺ نے ایک مرد پیر سے کفار کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور بعد ازاں دشمن کے دو گرفتار شدہ غلاموں کے ذریعے دشمن کے بارے میں دستیاب معلومات کی تصدیق کی۔[13] غزوہ خیبر کے دوران مقامی افراد میں سے دو افراد کے ذریعے خیبر کے یہودیوں کے بارے میں دستیاب معلومات کی تصدیق کی۔ غزوہ خندق میں حضرت زبیر اور حضرت حذیفہ اس کی زبردست مثالیں ہیں۔[14]

عسکری رازوں کی حفاظت

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تربیت ایسی کی تھی کہ مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی کی کسی کو کوئی خبر نہیں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کچھ معاملات میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے مگر کچھ معاملات کو عام صحابہ سے پوشیدہ بھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمان فوج کے تحرک سے بھی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ کس جانب کا ارادہ ہے۔ بدر کے موقع پر عام راستے سے ہٹ کر دشمن کی طرف پیش قدمی کے باوجود بھی مسلمانوں کو اندازہ نہیں تھا کہ اصل پیش قدمی کس طرف ہو گی۔[15] مکہ روانگی کے موقع پر حضرت حاطب بن بلعتہ سے جو غلطی سرزد ہوئی تھی اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا مگر نبی کریم ﷺ کے جاسوسی کے نظام کے باعث یہ خبر دشمن کو یہ خبر نہ مل سکی۔[16] بدر میں ایک ایک ضعیف آدمی نے آپ ﷺ سے لشکر قریش کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے پوچھا کہ آپ ﷺ کون ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ پھر ہم بتائیں گے۔ اس سے آپ نے معلومات لے کر آپ ﷺ نے ان سے تعارف کرانے کا کہا تو آپ نے مدینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ہم پانی کے خطے کے رہنے والے ہیں۔ اس سے وہ سمجھا کہ آپ ﷺ عراق کے رہنے والے ہیں۔[17]

جنگی رازوں کی حفاظت کے لیے آپ ﷺ نے خفیہ خط لکھنے کی شروعات کی تاکہ جنگی حکمت عملی کو پوشیدہ رکھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن جحش کو دیا جانے والا خط اسی ضمن میں لکھا گیا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ کو خط دے کر فرمایا کہ اسے دو دن کی مسافت کے بعد کھولنا۔ دو دن کے بعد جب خط کھولا تو اس میں مرقوم ہدایت کے مطابق دشمن کی عسکری حکمت عملی سے واقفیت حاصل کرنا تھی۔ ان ہدایات کو خود جنگی کمانڈر سے پوشیدہ رکھنا دراصل رسول کریم ﷺ کی عسکری حکمت عملی کا حصہ تھا۔ آپ ﷺ افواج کے تحرک کو اس لیے پوشیدہ رکھتے تھے کہ یکایک دشمن کے سر پر پہنچ جائیں۔ غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ خیبر اور فتح مکہ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

میدان جنگ میں بہترین جگہ کا انتخاب

بہترین جنگی حکمت عملیوں میں سے ایک منصوبہ سازی لڑائی کے لیے جگہ کا انتخاب ہوتا ہے کہ دشمن کی نسبت زیادہ عسکری فوائد حاصل کیے جائیں اور انتخابِ وقوعہ ایک ماہر عسکری قائد کی یہ بہت بڑی خوبی ہوتی ہے۔ بدر کے میدان میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کے لیے جبل عریش کا انتخاب کیا۔ اس جگہ پڑاؤ ڈالنے کی وجہ دشمن کی نقل و حرکت پر دور سے نظر رکھنا، ان کو آبی وسائل سے محروم کرنا اور پشت سے کسی متوقع حملے کو ناممکن بنانا تھا۔ اس حکمت عملی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ شروع ہونے سے قبل ہی دشمن

ناامید ہو گیا، چنانچہ اسود بن عبد الاسد پانی کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔[18] غزوہ احد کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کے لئے جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے جبل احد کو پشت پر رکھا اور ممکنہ حملے سے بچاؤ کے لیے ایک چھوٹی پہاڑی جبل عنین پر تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا۔[19] بدر و احد کے علاوہ غزوہ خندق کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کی یہی جنگی بصیرت اپنے پورے کمال کے ساتھ نظر آتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنے کے لیے جگہ کا انتخاب کرنا، کھدائی کے لیے ہر صحابی کے لیے جگہ کا تعین اور دشمن کی آمد سے قبل ہی دفاعی تیاریاں مکمل کر لینا شامل ہے۔

صف بندی اور تقسیم کار

عسکری میدان میں باقاعدہ صف بندی کا رواج ساتویں صدی عیسوی کی ابتداء تک مفقود تھا اور عرب کے اندر بھی کسی منظم صف بندی کا تصور تک موجود نہیں تھا۔ غزوہ بدر سے قبل رسول اللہ ﷺ دو مرتبہ دو دو سو صحابہ کرام کے ساتھ دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے مگر متوقع جنگ کا خطرہ ٹل گیا اور لڑائی کی نوبت ہی نہ آسکی۔ بدر میں کفار مکہ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں منقسم کر کے جنگی حکمت عملی بنائی تھی مگر اس کے باوجود ان کے اندر نہ کوئی نظم تھا اور نہ وہ کسی مشترکہ قائد کے تحت لڑ رہے تھے۔ فوج کو تین حصوں یعنی میمنہ، میسرہ اور ساقہ میں تقسیم کرنے کی پہلی بنیاد نبی مکرم ﷺ نے رکھی اور دو اونٹ سوار ان تینوں حصوں میں باہمی ربط کے لیے متعین کیے جو رسول اللہ ﷺ کی عسکری ہدایات ان تک پہنچاتے تھے لہذا ان تینوں حصوں نے جنگ کے دوران ملنے والی ہدایات کے مطابق ایک دوسرے کو کمک پہنچائی۔[20] عسکری ماہرین کے نزدیک صف بندی جنگی قائد کے ہاتھ کی احتیاطی قوت کی ضمانت ہے جس کی مدد سے کسی بھی غیر متوقع صورتحال کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔[21] فتح مکہ کے دن مسلم فوج میں کوئی باقاعدہ صف بندی نہ تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی تقسیم چار حصوں میں کر کے شہر کے مختلف اطراف سے پیش قدمی کی اور نبی کریم ﷺ کی اس حکمت عملی کی وجہ سے مشرکین مکہ اسلامی فوج کے آگے ڈھے گئے۔[22]

اقدامی کاروائیاں

نبی مکرم ﷺ کی شجاعت کی لانظیر مثال اور عسکری اصول تھا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہونے کے باوجود فوج کو نرغے میں آنے نہ دیتے اور مرکز سے نکال لاتے۔ غزوہ بدر اور اس سے ماقبل تمام جنگی پیش قدمیاں اقدامی کاروائیاں تھیں لیکن سیرت نگاروں نے ان تمام نقل و حرکت کا سبب قریش کے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت سے واقفیت اور ان میں خلل پیدا کرنا تھا۔[23] غزوہ بواط کے

موقع پر نبی مکرم ﷺ دو سو صحابہ کرام کو لے کر امیہ بن خلف کے قافلے کا راستہ روکنے نکلے جو کہ ایک غیر معمولی اقدامی کاروائی تھی۔[24] دشمن کو ہیبت زدہ اور مرعوب کرنے میں ایسی کاروائیوں نے نمایاں کردار ادا کیا نیز ان کاروائیوں سے مسلم افواج کے حوصلے اس قدر بلند ہوگئے کہ انہوں نے پھر دشمن کی تعداد و ساز و سامان کو کبھی ملحوظ خاطر نہ رکھا اور جنگ خندق کے علاوہ ہر لڑائی میں مسلم سپاہ نے بڑھ چڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا حتی کہ تبوک کی لڑائی میں بے سروسامانی کے باوجود عالمی طاقت کے خلاف لڑنے نکل کھڑے ہوئے۔ ان اقدامات سے رومی فوج اس قدر مرعوب ہوئی کہ پسپائی اختیار کرتی ہوئی اپنے علاقوں کے اندر دور تک چلی گئی اور بعد ازاں کئی برس تک انہوں نے اسلامی حکومت کے خلاف جنگ کا سوچا بھی نہیں۔[25]

ناگہانیت-(Surprise) اچانک حملہ

جنگی اصطلاح میں اس سے مراد دشمن کو یکدم جالینا ہے کہ اسے سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکے اور عسکری میدان میں دشمن کو اس طرح کی وضبط اور احکامات کی پاسداری کا مرہون منت ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی عسکری تدابیر صورتحال سے دوچار کرنا قیادت کی مہارت، نظم میں اچانک پن کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس حکمت عملی پر عمل پیرا ہونے کے لیے فوج کی سریع الحرکتی سمیت دشمن کے بارے میں بھرپور معلومات کا بہت دخل ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر مشرکین کی صف بندی کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسلامی فوج کو عین بائیں جانب لا کھڑا کیا لہذا دشمن کو آخری وقت میں اپنی تمام صف بندی تبدیل کرنا پڑی۔ مؤرخین کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے سورج کو پشت پر رکھا جبکہ سورج کی روشنی براہ راست دشمن کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی چنانچہ اپنی عسکری حکمت عملی میں نقص کے باعث کفار مکہ پہل کاری سے محروم ہوگئے۔[26] خیبر کے موقع پر نبی مکرم ﷺ نے اسلامی سپاہ کی سریع الحرکتی اور اچانک پن کی وجہ سے دشمن کو اس قدر خوفزدہ کیا کہ وہ لڑنے کے بجائے افراتفری کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ خندق کی لڑائی کے دوران اسلامی فوج سے چار گنا بڑی سپاہ نے جب اپنے سامنے اچانک ایک گہری اور چوڑی خندق پائی تو ان کے حواس خطا ہوگئے اور مدینہ پر حملے کرنے کا ان کا منصوبہ بری طرح ناکام ہوگیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب مسلم سپاہ کفار کی توقعات کے برعکس مکہ کی وادی میں پہنچیں تو کفار بوکھلا گئے۔ کتب حدیث میں ابوسفیان اور ہندہ کا مکالمہ منقول ہے جس کے مطابق اس اچانک پن کے نتیجے میں لوگوں کا یہ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کدھر جائیں اور کیا کریں۔ دومۃ الجندل کی لڑائی کے دوران رسول کریم ﷺ ایک ہزار کا لشکر لے کر چلے۔ آپ ﷺ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے یہاں تک کہ جب اسلامی لشکر اہلیان دومۃ الجندل کی امیدوں کے برعکس اچانک نمودار ہوا تو وہ

ایسے بھاگے کہ پورے شہر سمیت اکناف واطراف میں بھی کوئی آدمی باقی نہ رہا اور سارا ساز و سامان مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔[27] بنو لحیان پر بھی مسلمانوں نے ایسا ہی یکدم حملہ کیا تھا کہ وہ سنبھل بھی نہ سکے اور رجیع کے مقام پر مسلمان قراء کو شہید کرنے کے جرم میں علاقہ بدر کر دیئے گئے۔[28]

پہل کاری

جنگی کامیابی کو پر یقین بنانے کے لیے ایک اہم عنصر پہل کاری ہوتا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ حالت جنگ میں پہل کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ محاذ کا انتخاب کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دشمن کو اس کی مرضی کے برخلاف حالات و محاذ پر لڑنے کے لیے مجبور کر دیا جائے تاکہ اس کے پاس کوئی جنگی تدبیر باقی نہ رہے۔ رسول کریم ﷺ نے بدر کے موقع پر یہی حکمت عملی اپنا کر دشمن کو اس زمین پر لڑنے کے لیے مجبور کیا جو اس کے لیے قطعی طور پر سود مند نہیں تھی۔ بدر کے ساتھ ساتھ یہی حال احد اور خندق میں بھی تھا۔ بنو خزاعہ کی ایک شاخ بنو مصطلق چاہتی تھی کہ مدینہ منورہ پر حملہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ یہ لوگ مکہ کے قریب مقام مریسیع نامی ایک جگہ پر رہتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی سپاہ لے کر نکلے اور بنو مصطلق کے گھاٹ پر جا کر پڑاؤ ڈالا۔ وہ لوگ مقابلے کے لیے نکلے مگر مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا لہذا ان کی مدد کے لیے آنے والے لوگ بنو مصطلق کی کوئی مدد نہ کر سکے اور مسلمانوں نے سارا قبیلہ جنگی قیدی بنا لیا۔[29]

6 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا قصد کرتے ہوئے مکہ کے لیے کوچ کیا تو مشرکین کا ایک چھوٹا لشکر خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے نکلا۔ آپ ﷺ کو اطلاع مل گئی کہ دشمن مقام عسفان تک پہنچ چکا ہے مگر مسلمان لڑائی کی غرض سے نکلے ہی نہیں تھے لہذا آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ہدایت کی کہ عام راستے سے ہٹ کر غیر معروف راستے سے مکہ کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ دشوار گزار راستہ ہونے کے باوجود مسلمان مشرکین سے تصادم کیے بغیر حدیبیہ تک پہنچ گئے جہاں مشرکین کی فوج انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی جبکہ مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ کسی بھی حملے کا جواب دے سکتے تھے۔ اس مقام پر کچھ لوگوں نے شرارت کی تو صحابہ کرام نے ان میں سے پچاس افراد کو گرفتار کر لیا تاہم بعد میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں رہا کر دیا۔ مسلمانوں کے

ان اقدامات کی وجہ سے کسی دوسرے لشکر کو جرات نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے پر آئے لہذا واپسی تک پہل کاری کا اعزاز مسلمانوں کے پاس ہی رہا۔[30]

جنگی منصوبے میں لچک

عسکری میدان کی بدلتی صورتحال کے پیش نظر مناسب کاروائی نہ کرسکنے کی صورت میں دشمن کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے اور وہ کوئی بھی نقصان پہنچانے کی استعداد حاصل کرلیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی حربی منصوبہ تشکیل دیتے تو اس کے ہر ممکنہ پہلو پر غور فرماتے اور اس میں ایسی لچک ہوتی کہ میدان جنگ کی صورتحال بدلتے ہی منصوبہ کے نئی حکمت عملی میں ڈھال لیا جاتا۔ احد کی لڑائی کے دوسرے مرحلے کے بعد افراتفری کے عالم میں مسلم فوج منتشر ہوگئی۔ ایسی صورتحال کو معمول پر لانا تقریبا ناممکن ہوتا ہے مگر آپ ﷺ نے اس امر کی پیش بندی کی ہوئی تھی لہذا آپ ﷺ نے باقی ماندہ سپاہ کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھے اور دشمن کے ساتھ مقابلہ جاری رکھا۔ اس دوران دشمن نے کئی بھرپور وار کیے لیکن بقیہ فوج کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے حملوں کا ایسا دفاع کیا کہ دشمن لاکھ کوشش کے باوجود اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوسکا۔ غزوہ حنین و طائف کے وقت بھی عین حالت جنگ میں آپ ﷺ نے اپنے عسکری منصوبے میں حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ تبدیلیاں کیں جس سے مثبت نتائج حاصل ہوئے۔[31]

معنویات عدو (Enemy's Morale) پر ضرب

نبی مکرم ﷺ کی عسکری منصوبہ بندی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ دشمن کی فوج کے افسران اور جوانوں کے لڑنے کے جذبے پر کاری ضرب لگاتے تاکہ میدان جنگ میں سامنا ہونے سے قبل ہی نصف جنگ جیت لی جائے اور مکمل جیت کا امکان ممکن بنایا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ کچھ اصولوں پر عمل پیرا تھے۔

الف۔ دشمن کی صفوف میں غیر شدت پسند عناصر سے رابطہ تاکہ حتی الامکان دشمن کو حملے سے باز رکھا جاسکے۔

ب۔ طویل محاصرہ، مثلاً غزوہِ بنو نضیر و بنو قریظہ، خیبر و طائف

ج۔ ناگہانی حملے مثلا دیارِ غطفان کی جانب صحابہ کی روانگی سے بنو غطفان ہڑبڑا اٹھے، اسی طرح غزوہ ذات السلاسل میں سات قبیلوں پر حملوں اور ان کی پسپائی

د۔ اقتصادی روک تھام، بدر کبریٰ سے قبل ہونے والی لڑائیاں سریہ زید بن حارثہ اور اثامہ بن اثال کے ذریعے کفار کی معاشی ناکہ بندی۔[32]

ایک ہی دشمن سے مقابلہ

نبی مکرم ﷺ کا حربی حکمت عملی میں یہ بھی شامل تھا کہ ایک وقت میں صرف ایک دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے خیبر کی طرف جاتے ہوئے خیبر اور غطفان کے درمیان وادی رجیع میں قیام فرمایا۔ اسی طرح غطفانی قبائل اور خیبر کے یہودیوں کو ایک دوسرے کی مدد سے باز رکھا۔ غفطانیوں نے یہ گمان کیا کہ ان پر حملہ ہو رہا ہے لہذا وہ اپنے علاقے سے ہی نہیں نکلے اور آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر خیبر کو فتح کر لیا۔ وادی رجیع میں قیام کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ وہاں رات گزار کر صبح کی روشنی میں خیبر میں داخل ہوا جائے۔ عساکر اسلام کی تربیت کے لیے یہ بات ملحوظ خاطر رکھی گئی کہ آئندہ کسی دشمن کے مقابل آنے کی صورت میں دشمن کی طاقت کو متحد نہ ہونے دیا جائے اور ہر دشمن کے ساتھ علیحدہ مقابلہ کیا جائے تاکہ ان کی طاقت حصوں میں بٹ کر ختم ہو جائے۔[33] اسی عسکری حکمت عملی کا نتیجہ صلح حدیبیہ تھا جس میں کفار مکہ سے عارضی صلح کی گئی اور یہودیوں کو نمٹایا گیا۔ بعد میں جب کفار مکہ نے خود ہی معاہدے کو توڑا تو یہودی طاقت کے خاتمے کے بعد کفار سے نمٹنا آسان ہو گیا۔ غزوہ خندق کے موقع پر جب عرب کے متحدہ قبائل نے مدینہ پر چڑھائی کر دی تو ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ نے بنو غطفان کے ساتھ معاہدہ امن کیا تاکہ ایک وقت میں ایک ہی دشمن کا سامنا کیا جائے تاہم اس معاہدے کو عمل میں نہیں لایا گیا۔[34]

دشمن کا تعاقب

دشمن کے خلاف فتح کو یقینی بنانے اور دشمن کی عسکری قوت پر کاری ضرب لگانے کے لیے دشمن کا تعاقب ضروری ہوتا ہے۔ دشمن کے قدم اکھڑ جانے پر تعاقب کے ذریعے اس کی مزید حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ غزوہ بدر میں جب دشمن بھاگ نکلا تو مسلمانوں نے دشمن کا تعاقب کیا لہذا اسی تعاقب کے خوف سے تین گنا زیادہ تعداد کا حامل دشمن نے پیچھے مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ غزوہ احد کے پہلے مرحلے میں جب دشمن نے راہ فرار اختیار کی تو مسلمان فوج نے ان کا دور تک تعاقب نہ کیا اور اسی سبب سے مسلمانوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑ گیا۔ بعد میں نبی مکرم ﷺ نے تمام سپاہ کو لے کر دس میل دور حمراء الاسد تک دشمن کا تعاقب کیا۔ اس تعاقب نے دشمن پر رعب طاری کر دیا جبکہ مسلمانوں کے حوصلے پستی کے بعد ایک بار پھر بلند ہو گئے۔[35] حنین کے مقام پر قبیلہ ثقیف شکست کھا کر طائف کی

طرف بھاگا جبکہ دیگر قبائل اوطاس اور نخلہ کی طرف بھاگ نکلے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے تعاقب کا حکم دیا جس کے نتیجے میں دشمن نے ہتھیار ڈال دیئے اور بہت سے قیدی بنا لیے گئے۔ بنو ثقیف کے تعاقب میں مسلمانوں نے طائف تک ان کا پیچھا کیا جہاں دشمن اپنے قلعوں میں محصور ہو کر کسی بیرونی فوجی امداد سے محروم ہو گیا۔[36]

آپ ﷺ کی سنت تھی کہ مناسب افرادی قوت نہ ہونے کی وجہ سے تعاقب کا سلسلہ ترک بھی کر دیا کرتے تھے۔ مدینہ پر کچھ ڈاکوؤں نے حملہ کیا تو آپ ﷺ نے ہنگامی طور پر کاروائی کرتے ہوئے دستیاب سپاہ کو ساتھ لے کر ان کا تعاقب کیا اور مغصوبہ مال چھڑا لیا۔ اسلامی دستے کی تعداد مناسب نہ تھی لہذا آپ ﷺ نے تعاقب سے منع فرما دیا کہ کہیں کوئی نقصان نہ اٹھانا پڑ جائے۔[37]

اقتصادی ناکہ بندی

مدینہ منورہ بحیثیت مرکز اسلام مستحکم کرتے ہی آپ ﷺ نے کفار مکہ کی اقتصادی ناکہ بندی کی۔ یہ عسکری حکمت عملی دشمن کو بری طرح بوکھلا دیتی ہے خواہ دشمن کو کتنی ہی عددی اور مادی برتری حاصل ہو۔ سریہ حمزہ رضی اللہ پہلا حملہ تھا جس سے نہ صرف کفار کو نقصان پہنچایا گیا بلکہ ان کے تجارتی راستوں کو پر خطر اور دہشت ناک بنا دیا گیا۔[38] جبکہ اس کے بعد کے سرایا نے دشمن کو مزید تشویش میں مبتلا کر دیا۔ دشمن نے متبادل تجارتی راستہ اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ کو بھیجا جو اس پورے تجارتی قافلے پر قبضہ کر کے سارا مال مدینہ لے آئے۔[39] اقتصادی ناکہ بندی کی اس حکمت عملی نے کفار مکہ کی کمر توڑ دی۔ ایک اور موقع پر مسلمانوں کا ایک دستہ رئیس نجد اثامہ بن اثال کو پکڑ لایا۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا جائے۔ آپ ﷺ ہر نماز کے لیے آتے وقت اسے اسلام کی دعوت دیتے مگر وہ فدیہ ادا کر کے آزاد ہونے کے لیے استدعا کرتا۔ تیسرے دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھول دیا جائے۔ اس برتاؤ سے متاثر ہو کر وہ اسلام لے آیا۔ مکہ کو خوراک ملنے کا سب سے بڑا آسرا نجد کا تھا لہذا اثامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بغیر ایک دانہ بھی مکہ نہیں جائے گا۔ اس اقتصادی ناکہ بندی پر کفار مکہ چلا اٹھے اور ابوسفیان خود مدینہ آیا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر ترسیل خوراک بحال کرائی۔

گوریلا کاروائیاں

نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمت عملی ایک یہ بھی تھی کہ کم سے کم عسکری قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن پر زیادہ کاری ضربیں لگا کر ان کے جذبہ قتال کو نابود کیا جائے۔ بدر سے پہلے بھیجی گئی اکثر مہمات کا مقصد یہی تھی مگر ان کاروائیوں نے کفار مکہ کو سخت

خوفزدہ کر دیا اور انہیں یہ محسوس ہونے لگا کہ اب وہ ملک شام کے ساتھ تجارت کر ہی نہیں سکیں گے۔ بدر کے بعد کی کاروائیوں میں سریہ عبداللہ بن انیس میں فقط ایک ہی صحابی رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بطن عرنہ گئے اور سفیان کا سر کاٹ کر مدینہ لے آئے جس کے نتیجے میں حملے کے لیے مکمل تیار اعراب کا لشکر منتشر ہو گیا۔[40] گوریلا کاروائیوں کی ایک اور نظیر صفوان بن امیہ کے تجارتی قافلے پر حضرت زید کا حملہ تھا جس میں کوئی عسکری نقصان اٹھائے بغیر ایک لاکھ درہم کا مال غنیمت مسلمانوں کو ملا۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عتیق کی سرکردگی میں ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کرنے کی مہم بھیجی گئی جس نے حیی بن اخطب کے ساتھ مل کر خندق کے موقع پر عرب قبائل کو مدینہ پر حملہ کی ترغیب دی تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن عتیق نے تن تنہا ابورافع کو اس کے محافظوں کے درمیان سے گزر کر قتل کیا۔[41]

رات میں کوچ

رات کا سفر عسکری زندگی میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ دشمن کی نظروں سے افواج کی نقل و حرکت اور منصوبہ بندی چھپانے کے لیے رات کے وقت افواج کو حرکت میں لا کر مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ عموماً اپنی فوج کے ساتھ رات کے وقت ہی سفر کیا کرتے تھے۔ رات کے سفر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں چاہیے کہ رات کے وقت سفر کیا کرو بے شک رات کے وقت زمین لپیٹی جاتی ہے۔[42] نبی کریم ﷺ دومۃ الجندل کی طرف گئے تو رات کے وقت سفر کیا اور دن کے وقت تمام لشکر نے چھپ کر آرام کیا۔ بدر میں پڑاؤ کی آخری تبدیلی بھی رات ہی کے وقت عمل میں لائی گئی جس سے دشمن کو فوج کی اصل پوزیشن کا اندازہ نہ ہو سکا۔ غزوہ احد کے لئے بھی رات کو آخری پہر ہی کوچ کیا تھا۔[43]

یقینی جنگی چالیں

دشمن پر نفسیاتی دباؤ بڑھانے کے لیے آپ ﷺ ایسی عسکری چالیں استعمال کرتے تھے جس سے فتح کو یقینی بنایا جاسکے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ 'الحرب خدعۃ' جنگ ایک دھوکہ ہے۔ حضرت نعیم بن مسعود نے غزوہ خندق کے موقع پر ایک چال چلتے ہوئے یہودیوں اور مشرکین مکہ کے بر آمد عدم اعتماد کی فضا قائم کر دی۔[44]

طائف کے محاصرے کے دوران آپ ﷺ نے دشمن میں رخنہ ڈالنے کے لیے آپ نے قلعے سے اتر آنے والوں کے لیے آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس پر تیئس آدمی قلعے سے باہر آگئے اور قلعے کے اندر والے شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ بعد میں جنگی چال کے طور

پر محاصرہ اٹھالیا گیا اس پس قدمی کے نتیجے میں سارے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا۔[45] دشمن کے علاقے میں محدود پیمانے پر تباہی بھی رسول اللہ ﷺ کی ایک عسکری چال تھی جو اللہ کے حکم سے ہوا کرتی تھی۔ بنو نضیر اور بنو ثقیف کے محاصرے میں دشمن کے علاقوں کے کچھ درخت کاٹے اور جلا دیئے گئے۔[46] مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ جنگی ضروریات کے تحت خاص حکم ہے کہ دشمن کے خلاف کاروائی کامیاب کرانے کی خاطر تخریب ناگزیر ہو تو کی جاسکتی ہے۔[47] اس حکمت عملی کے نتیجے میں دشمن نے مسلمانوں سے صلح کرلی اور ہتھیار ڈال دیئے۔[48]

خلاصہ کلام:

گذشتہ صفحات کے مطالعے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی تھی کہ دشمن کو مکمل تباہ کرنے کے بجائے اس طرح خوفزدہ کیا جائے کہ اسلامی فوجوں کے ڈر کے سبب سے وہ کوئی اقدامی کاروائی نہ کرسکے۔ اس مقصد کے لیے فوج کی حتی الامکان جلد نقل وحرکت اور سدِ رسد ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ دشمن کے افسروں اور جوانوں کے حوصلے پست کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا جائے اور عسکری میدان میں اترنے سے قبل ان کے اندر عسکری جذبہ ختم ہو جائے۔ اگر دوبدو مقابلہ لازم ہو جائے تو عسکری حکمت عملی سادہ رکھی جائے اور لشکر کو اس طرح ترتیب دی جائے کہ فوج کا کچھ نہ کچھ حصہ محفوظ رہے اور ہنگامی حالت میں نمٹنے کے کام آئے۔ فوجی نقل وحرکت رات میں ہی کی جائے۔ دشمن کی طاقت کو ایک جگہ مجتمع نہ ہونے دیا جائے اور ایک وقت میں ایک ہی محاذ کی طرف توجہ دی جائے۔ دشمن کے شکست کھانے کی صورت میں اس کا ایک حد تک تعاقب کیا جائے۔ سب سے اہم اور سرفہرست امر یہ ہے کہ حتی الامکان جنگ سے پرہیز کیا جائے اور صلح وخیر کی کوشش کی جائے کیونکہ تاریخ کے مطابق امن کی راہیں میدانِ جنگ سے ہو کر گزرتی ہیں۔

افواج پاکستان کے لیے تجاویز

گذشتہ سطور کے مقابلے سے افواج پاکستان کے لیے درج ذیل اسباق سامنے آتے ہیں۔

الف۔ افسروں اور جوانوں دونوں ہی کی دینی اور جسمانی تربیت پر توجہ دی جائے تاکہ وہ دشمن کی مادی برتری اور کثرت تعداد کو کسی خاطر میں نہ لائیں۔

ب۔ فوج کی تربیت ہر طرح کے جغرافیائی حالات میں ہو تا کہ ایک محاذ سے دوسرے محاذ پر منتقل ہونے کی صورت میں وہ آسانی سے خود کو نئے ماحول اور حالات میں تبدیل کر سکیں

ج۔ فوج کی اگلے مورچوں کی طرف پیش قدمی کی صورت میں عقب کو خالی نہ چھوڑا جائے نیز چھاؤنیوں اور شہر میں بھی کچھ افراد تعینات ہوں جو انتظامی معاملات کے علاوہ دفاعی اقدامات بھی کر سکیں۔

د۔ دشمن کی نقل و حرکت سے بروقت مطلع ہونے کے لیے دشمن کی صفوں میں لوگوں کو تلاش کیا جائے۔

ھ۔ فوجی افسران و جوانوں کا انتخاب کرتے وقت چھان بین سخت ہو تا کہ دشمن یا اس کا کوئی حلیف فوج میں داخل نہ ہو سکے۔

و۔ دشمن کی معلومات کے لیے سرحدوں پر ایسے دستے تعینات ہوں جو کسی فوجی مداخلت کا جواب دینے اور اقدامی کاروائی کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ز۔ عسکری حکمت عملی فوج کی حربی صلاحیتوں کے مطابق ہو اور نہایت سادہ، قابل فہم اور قابل عمل ہو۔

ح۔ محاذ جنگ کو وسیع نہ کیا جائے بلکہ اتنا ہی محدود ہو کہ حالت جنگ میں قابو میں رکھا جاسکے۔

ط۔ کم سے کم فوجی قوت کے ساتھ دشمن کو مصروف رکھا جائے اور گاہے بگاہے اندرون ملک عسکری کاروائی کی جائے تا کہ ایک محاذ پر جنگی قوت جمع نہ کر سکے۔

ی۔ عسکری مشن کا ایک مناسب حصہ محفوظ رکھا جائے تا کہ ضرورت پڑنے پر مطلوبہ جگہ روانہ کر دیا جائے۔

ت۔ دشمن کی فوج کو ہر مرحلے میں زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

ث۔ عسکری تربیت کے لیے رات کا وقت مقرر کیا جائے اور تن آسان افراد کو فوج کا حصہ بنانے سے اجتناب کیا جائے۔

خ۔ عسکری سامان کے سلسلے میں خود کفیل بنا جائے۔

ذ۔ حالت جنگ میں نفسیاتی حربے استعمال کیے جائیں اور دشمن پر دباؤ رکھا جائے تا کہ اسے زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جاسکے۔

[1] "A Dictionary of US Military Terms", Washington DC, Public Affairs Press, 1963, P 205.

[2] القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر139۔

[3] Saeed Uz Zafar, Brigadier, " Junior Leadership in the Army", Pakarmy Green Book, 1990, Lahore Feroz Sons Limitedm 1990, p31.

[4] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص260۔

[5] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص101۔

[6] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج7، ص6۔

[7] ابن قیم، "زاد المعاد"، مترجم رئیس احمد جعفری، کراچی، نفیس اکیڈمی، ج2، ص318،258۔

[8] ابن ہشام، عبد الملک، "السیرۃ النبویۃ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج2، ص234۔

[9] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص285۔

[10] ا ابن ہشام، عبد الملک، "السیرۃ النبویۃ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج2، ص215۔

[11] امام بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، "دلائل النبوۃ"، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ، ج3، ص316،315۔

[12] ا بن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص365۔

[13] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص264۔

[14] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، "صحیح بخاری"، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق۔

[15] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص262۔

[16] ا ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج4، ص283۔

[17] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج3، ص264

[18] خطاب، محمود شیت، "الرسول القائد"، مترجم رئیس احمد جعفری، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص140،139۔

[19] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص220،219۔

[20] حمید اللہ، ڈاکٹر "خطبات بہاولپور"، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص۔264.

[21] ا خطاب، محمود شیت، "الرسول القائد"، مترجم رئیس احمد جعفری، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص147

[22] ا ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، "البدایہ والنہایۃ"، بیروت، مکتبہ المعارف، 1411ھ، ج4، ص292،291

[23] شبلی نعمانی، "سیرت النبی ﷺ"، اعظم گڑھ دہلی، دار المصنفین، ج1، ص310۔

[24] ایضاً۔

[25] دہلوی، علامہ عبد الحق، "مدارج النبوۃ"، مترجم غلام معین الدین نعیمی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، 1970ء، ج2، ص588۔

[26] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص220۔

[27] امام بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، "دلائل النبوۃ"، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ، ج3، ص391-390

[28] ا ابن ہشام، عبد الملک، "السیرۃ النبویۃ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج3، ص307-306

[29] ابو داؤد، السجستانی, سلیمان بن اشعث، "سنن ابی داؤد"، باب، کتاب العتاق۔

[30] مدارج النبوۃ، ج2، ص360۔ دہلوی، علامہ عبد الحق، "مدارج النبوۃ"، مترجم غلام معین الدین نعیمی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، 1970ء، ج2، ص360

[31] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص240۔

[32] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج2، ص220، 219۔

[33] ا ابن ہشام، عبد الملک، "السیرۃ النبویۃ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج3، ص360-359

[34] زاد المعاد، ج2، ص230۔ ابن قیم، "زاد المعاد"، مترجم رئیس احمد جعفری، کراچی، نفیس اکیڈمی، ج2، ص230۔

[35] ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، "طبقات الکبری"، مترجم عبد اللہ العمادی، کراچی، نفیس اکیڈمی، 1944ء، ج1، ص392۔

[36] شبلی نعمانی، "سیرت النبی ﷺ"، اعظم گڑھ دہلی، دار المصنفین، ج3، ص36، 61۔

[37] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، "صحیح بخاری"، کتاب المغازی، غزوۃ ذات القرو۔

[38] ابن ہشام، عبد الملک، "السیرۃ النبویۃ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج2، ص207

[39] ا ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، "طبقات الکبری"، مترجم عبد اللہ العمادی، کراچی، نفیس اکیڈمی، 1944ء، ج1، ص278

[40] ا ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، "طبقات الکبری"، مترجم عبد اللہ العمادی، کراچی، نفیس اکیڈمی، 1944ء، ج1، ص۔394۔433۔

[41] دہلوی، علامہ عبد الحق، "مدارج النبوۃ"، مترجم غلام معین الدین نعیمی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، 1970ء، ج2، ص248-247۔

[42] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص394، 391۔

[43] دہلوی، علامہ عبد الحق، "مدارج النبوۃ"، مترجم غلام معین الدین نعیمی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، 1970ء، ج2، ص199۔

[44] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، "سنن ابن ماجہ"، کتاب الجہاد، باب السلاح۔

[45] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج1، ص928، 898۔

[46] ابن کثیر، علامہ, عماد الدین، "تفسیر ابن کثیر"، تفسیر سورۃ حشر، آیت 5۔

[47] علامہ مودودی، ابو الاعلیٰ، "تفہیم القرآن"، تفسیر سورۃ حشر، آیت 5۔

[48] واقدی، محمد بن عمر، "کتاب المغازی"، بیروت، عالم الکتب، 1404ھ، ج3، ص928

English References:

1) "A Dictionary of US Military Terms", Washington DC, Public Affairs Press, 1963, P 205.

2) Al-Quran, Surat Al-Imran, Ayat No139.

3) Saeed Uz Zafar, Brigadier, " Junior Leadership in the Army", Pakarmy Green Book, 1990, Lahore Feroz Sons Limitedm 1990, p31.

4) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 260.

5) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 1, page 101.

6) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 7,page 6.

7) Ibna Qayeem, "Zadul Maa'd" Mutarrajem, Raees Ahmad Jaffery, Karachi , Nafees Academy, volume 2,page 258-318.

8) Ibna Hesham, Abdul Malik, "Al serat-u-Nabaweya" Baroot, Dara Ahya ul Turasul Arabi,1417, A.H. volume 2,page 234.

9) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 285.

10) Ibna Hesham, Abdul Malik, "Al serat-u-Nabaweya" Baroot, Dara Ahya ul Turasul Arabi,1417, A.H. volume 2,page 215.

11) Imam Bahqe, Abu Bakar Ahmad Bin Hussain, " Daala –ye- lun- nabawha" Baroot, Darul kutub-ul- Elmeya, 1405.A.H. volume,3, page 315-316.

12) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 365.

13) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 264.

14) Imam Bukhare, Muhammad bin Ismail, "Sahee Bukhare" , Kitab ul Mughaze ,Baab Ghzwa Khandaq.

15) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 262.

16) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 4,page 283.

17) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 3,page 264.

18) Khattab, Mahmood Shaas, " Ar –Rasol- Qayed" Mutarrajem, Raees ahmad jaffrey, Lahore, Shaikh Ghulam Ali and sons, page, No. 139-140.

19)واقدی، جلد1، ص219،220 Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 1, page 219-220.

20) Hameed Ul Allaha,Dr, " Khutaba-ta- Bahawalpur" Islamabad, Idara Thaqeqata Islami, page no, 264.

21) Khattab, Mahmood Shaas, " Ar –Rasol- Qayed" Mutarrajem, Raees ahmad jaffrey, Lahore, Shaikh Ghulam Ali and sons, page, No. 147.

22) Ibne-kaseer, Abul feda imaddudeen, "Al Bedaya -wa –Annehaya" Baroot, Maktabatul Maaref,1411 A.H, volume 4,page 291-292.

23) Shebli Nomane, "Serat un- Nabi Sallal laho Alahe Wasalam" Azam Ghar Dahle, Darul Musanafeen, volume1, page 310.

24) Shebli Nomane, "Serat un- Nabi Sallal laho Alahe Wasalam" Azam Ghar Dahle, Darul Musanafeen, volume1, page 310.

25) Dhalwe, Allama Abdul Haq, " Madarejun Nabawat" Mutarajem , Ghulam Moeen –u-Deen Naeeme, Karachi, Madena Publishing Company,1970 A.D. volume 2, page 588.

26) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 1, page 220.

27) Imam Bahqe, Abu Bakar Ahmad Bin Hussain, " Daala –ye- lun- nabawha" Baroot, Darul kutub-ul- Elmeya, 1405.A.H. volume,3, page 390-391.

28) Ibna Hesham, Abdul Malik, "Al serat-u-Nabaweya" Baroot, Dara Ahya ul Turasul Arabi,1417, A.H. volume 3,page 306-307.

29) Abu Dawood, Al Sajastane, Sulaman Bin Ashaas, "Sunaan Abe Dawood" Baab, Kitabul Etaaq.

30) Dhalwe, Allama Abdul Haq, " Madarejun Nabawat" Mutarajem , Ghulam Moeen –u-Deen Naeeme, Karachi, Madena Publishing Company,1970 A.D. volume 2, page 360.

31) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 1, page 240.

32) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 2, page 770-771.

33) Ibna Hesham, Abdul Malik, "Al serat-u-Nabaweya" Baroot, Dara Ahya ul Turasul Arabi,1417, A.H. volume 3,page 359-360.

34) Ibna Qayeem, "Zadul Maa'd" Mutarrajem, Raees Ahmad Jaffery, Karachi , Nafees Academy, volume 2,page 230.

35) Ibna Saad, Abu Abdullaha Muhammad, "Tabqat ul Kubra", Mutarajam, Abdullaha Al Emade, Karachi, Nafees Academay, 1944.A.D. Volume 1, Page 392.

36) Shebli Nomane, "Serat un- Nabi Sallal laho Alahe Wasalam" Azam Ghar Dahle, Darul Musanafeen, volume3, page 36-61.

37) Imam Bukhare, Muhammad bin Ismail, "Sahee Bukhare" , Kitab ul Mughaze ,Baab Ghazwa Zatul Quro.

38) Ibna Hesham, Abdul Malik, "Al serat-u-Nabaweya" Baroot, Dara Ahya ul Turasul Arabi,1417, A.H. volume 2,page 207.

39) Ibna Saad, Abu Abdullaha Muhammad, "Tabqat ul Kubra", Mutarajam, Abdullaha Al Emade, Karachi, Nafees Academay, 1944.A.D. Volume 1, Page 278.

40) Ibna Saad, Abu Abdullaha Muhammad, "Tabqat ul Kubra", Mutarajam, Abdullaha Al Emade, Karachi, Nafees Academay, 1944.A.D. Volume 1, Page 393-394.

41) Dhalwe, Allama Abdul Haq, " Madarejun Nabawat" Mutarajem , Ghulam Moeen –u-Deen Naeeme, Karachi, Madena Publishing Company,1970 A.D. volume 2, page 247-248.

42) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 1, page 391-394.

43) Dhalwe, Allama Abdul Haq, " Madarejun Nabawat" Mutarajem , Ghulam Moeen –u-Deen Naeeme, Karachi, Madena Publishing Company,1970 A.D. volume 2, page 199.

44) Ibna Maja, Muhammad Bin Yazeed Al Qazoone,"Sunan Ibna Maja", Ketabul Jehad, Bab Al Selha.

45) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 3, page 898-928.

46) Ibna Kaseer,Allama,Imadduden,"Tafseer Ibna Kaser"Tafseer Sura Hashar, Ayat No. 05.

47) Allama, Mododi, Abu-ul-Aa'lha,"Tafheem ul Quran"Tafseer Sura Hashar,Ayat No,05.

48) Waqdee, Muhammad bin Umar,"Kitabul Mughaze" Baroot, Alaamul kutub,1401A.H. volume 3, Page 928.